سلسلہ اصلاحی مجالس

سکونِ قلب

حضرت مولانا عبدالستار صاحب زید مجدہم

سلسلہ اصلاحی مجالس

سکونِ قلب

حضرت مولانا عبدالستار صاحب زید مجدہم

بانی: مرکز فہمِ دین، جامع مسجد بیت السلام

ڈیفنس فیز4، کراچی

مکتبہ فہمِ دین (وقف)

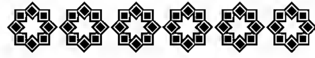
❖ نام کتاب: سکونِ قلب

❖ وعظ: حضرت مولانا عبدالستار صاحب زید مجدہم

❖ تاریخِ طبع: (طبع ثانی) جمادی الاولیٰ/۱۴۲۹ ہجری

❖ تعداد: ۱۱۰۰

❖ ناشر: مکتبہ فہمِ دین (وقف) ڈیفنس فیز۴



ملنے کا پتہ

مکتبہ فہمِ دین (وقف) نزد جامع مسجد بیت السلام ڈیفنس فیز۴۔ کراچی

فون: 021-4255122. - 2029184

www.fahmedeen.org

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ o﴾ (سورۃ الرعد:٢٨)

وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَاؤُ کُمْ وَ اَبْنَاؤُ کُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَ ھَا وَ مَسَاکِنُ تَرْضَوْنَھَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍفِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْ مَ الْفٰسِقِیْنَ o﴾ (سورۃ التوبۃ:٢٤) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

میرے معزز مسلمان بزرگو، عزیز بھائیو اور امت مسلمہ کی مقدس ماؤں اور بہنوں!

ہر انسان کی یہ تمنا ہے کہ اسے پرسکون زندگی نصیب ہو جائے۔ اس کے لئے صبح و شام تگ و دو کرتا ہے، کوشش کرتا ہے، محنت کرتا ہے، وسائل جمع کرتا ہے کہ اسے

پرسکون زندگی مل جائے۔ ہر ایک شخص نے اپنی زندگی کو پرسکون بنانے کے لئے اپنی عقل سے، اپنی سوچ سے ایک راہ تجویز کر لی ہے، کچھ وسائل تجویز کر لئے ہیں اور کچھ اسباب متعین کر لئے ہیں کہ یہ سب اسباب اور وسائل اگر میرے پاس جمع ہو جائیں تو مجھے سکون مل جائے گا، راحت بھری زندگی مل جائے گی۔ اور پھر ان اسباب اور وسائل کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔ مرد بھی اور عورت بھی، سب کی اپنی اپنی تجویزیں ہیں، اور سب سکون کی تلاش میں بھاگ دوڑ کر رہے ہیں لیکن دنیا بھی ایک عجیب تماشا ہے ایسا لگتا ہے کہ یہ سکون ایک پرندہ تھا جو اس دنیا سے اڑ کے جا چکا ہے۔

ہر انسان پریشان ہے

ہر انسان کی زندگی کو اگر کھنگالا جائے تو ایسا لگتا ہے۔ پریشانیوں کا گھر ہے، مسائل کا گھر ہے۔ ہر شخص کی زندگی کا یہی حال ہے کہ جب وہ دوسروں کے سامنے اپنی کہانی سناتا ہے تو سمجھ میں آتا ہے کہ یہ تو مجھ سے بھی زیادہ پریشان ہے۔ ہر ایک کی پریشانی دوسرے سے بڑھی ہوئی نظر آتی ہے لیکن پھر بھی ایک تجویز ہر ایک نے اپنے دماغ میں رکھی ہوئی ہے کہ یوں ہو جائے گا تو مجھے سکون مل جائے گا۔

جیسے کہ ایک چھوٹا بچہ ہے اس کی بھی ایک تجویز ہے کہ بس ابھی تو میرا بچپن ہے، اس لیے امی بھی ڈانٹتی ہے، ابو بھی ڈانٹتے ہیں، بھائی بھی رعب جماتا ہے، بس ذرا جوان ہو جاؤں ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ تو اس کے ذہن میں یہ ہے کہ جوانی کے آتے ہی میری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی اور سکون کی زندگی کا آغاز ہو جائے گا۔ پھر یوں ہی کسی نوجوان سے پوچھئے کہ تم کیوں پریشان ہو، تمہارا بچپن تو اب

ختم ہو گیا ہے۔ تو اس کے دماغ میں ایک اور تجویز ہے۔ زندگی کا کوئی اچھا سا ساتھی مل جائے (اچھی بیوی مل جائے یا اچھا شوہر مل جائے) بس میری زندگی پرسکون ہو جائے گی، پھر شادی کے بعد جوڑے سے پوچھئے، تم کیوں پریشان ہو؟ تو کہتے ہیں سالہا سال گزر چکے ہیں لیکن اولاد نہیں ہوئی، بس یہ اولاد مل جائے تو ہماری خوشیوں کا آغاز ہو جائے گا۔ اچھا جناب اسے تو اولاد بھی مل گئی ہے لیکن پھر بھی پریشان ہے، تو جواب ملتا ہے بھائی اولاد تو ہے لیکن نالائق ہے، حافظہ ٹھیک نہیں ہے، تعلیمی ریکارڈ بالکل ہی خراب ہے، بہت علاج کرائے ہیں پڑھتا ہی نہیں ہے، تجویز اس کے دماغ میں یہ ہے کہ بس بچہ پڑھا لکھا ہو جائے گا تو زندگی کے اندر راحت کے سلسلے شروع ہو جائیں گے۔ اچھا بھائی تمہارا بیٹا تو بہت لائق ہے، ڈگریاں بھی اس کے پاس بہت ہیں، پھر تم کیوں پریشان نظر آتے ہو۔ جواب ملے گا کہ جی اچھا روزگار نہیں مل رہا بس کوئی اچھی ملازمت اسے مل جائے ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ اچھا بھائی اب تو اسے اچھی ملازمت بھی مل گئی ہے، مہینے کے لاکھوں لا رہا ہے، پھر بھی تمہاری پریشانی ختم نہیں ہوئی، اب کیا وجہ ہے۔ تو جواب ملے گا اچھا رشتہ نہیں مل رہا، چاہ رہا ہوں کوئی اچھی سی بہو گھر میں آجائے۔ اب تجویز اس کے دماغ میں یہ ہے کہ گھر کے اندر اچھی بہو آ گئی تو بس گھر کے اندر سکون شروع ہو جائے گا۔ اچھی بہو بھی گھر آ گئی لیکن سکون اب بھی نایاب ہے، راحت اب بھی حاصل نہیں، تحقیق سے معلوم ہوا کہ جب سے بیٹی گھر سے گئی ہے، اصل مسائل کا سلسلہ تو اس وقت سے شروع ہے، اسے ساس اچھی نہیں ملی یا اپنے گھر آنے والی بہو اچھی نہیں تھی۔

دنیاوی چیزوں میں سکون نہیں ملتا

بہرحال سچ کہہ رہا ہوں کہ ہر شخص نے ان تمام چیزوں میں سکون تلاش کیا، لیکن اسے سکون نہیں ملا۔ سکون تلاش کیا دولت میں، نہیں ملا۔ سکون تلاش کیا بڑے گھر کے اندر لیکن نہیں ملا۔ سکون تلاش کیا بڑے عہدے اور منصب میں، نہیں ملا۔ سکون تلاش کیا اچھے اسٹیٹس میں، نہیں ملا۔ سکون تلاش کیا اونچی سوسائٹی کے اندر مکان خریدنے میں، نہیں ملا۔ سکون تلاش کیا کہ میری شکل وصورت بہت خوبصورت لگے، حسن و جمال خوب نکھر جائے، نہیں ملا۔ سکون تلاش کیا گناہوں کی دلدل میں جا کر، نہیں ملا۔ سکون تلاش کیا نشے کے اندر، شراب کے اندر، میخانوں کے اندر جا جا کے، نہیں ملا۔ سکون تلاش کیا بے حیائی اور فحاشی میں، نہیں ملا۔ جہاں بھی گیا ایسا محسوس ہوا کہ پریشانیوں کا سلسلہ اور بڑھ گیا ہے، بے سکونی کا سلسلہ اور بڑھ گیا ہے، پریشانیاں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہیں، ایک ختم نہیں ہوتی کہ دو اور آجاتی ہیں۔ دنیا تلاش کر لیجئے ہر شخص ایسا ہی نظر آئے گا، پریشان اور بے سکون!

پریشانی کو سمجھیں

میرے عزیزو! وجہ یہ ہے کہ ایک تو ہم نے اب تک پریشانی اور مصیبت کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو دوا تجویز کرنی تھی وہ ہم نے نہیں کی، جو علاج کرنا تھا وہ ہم نے سوچا ہی نہیں۔ بیمار ہونا یہ مصیبت نہیں، چھوٹا قد ہونا یہ مصیبت نہیں، کمزور ہونا یہ مصیبت نہیں، فقیر ہونا یہ پریشانی نہیں ہے، اچھا گھر نہ ملنا یہ پریشانی نہیں ہے۔ بلکہ یہ سارے دنیا میں پیش آنے والے حالات ہیں، اور یاد رکھیں

حالات ہمارے اختیار میں نہیں ہیں ۔ یہ اس دنیا میں ہر ایک کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ بیماریاں بھی آئیں گی ۔سختیاں بھی ہوں گی ۔حالات مزاج کے خلاف بھی ہوں گے۔ یہ سارے احوال اس دنیا میں پیش آئیں گے ۔ان سے بچنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔لیکن یہ پریشانیاں نہیں ہیں، یہ مصائب نہیں ہیں، بلکہ یہ پریشانیوں کے اسباب ہیں، یہ مصیبتوں کے اسباب ہیں۔ پریشانی تو نام ہے کہ دل اس پریشانی کو محسوس کرے۔اصل مصیبت یہ ہے کہ دل اس مصیبت کومحسوس کرے۔

پریشانی کے اسباب

تو پریشانی اور پریشانی کے اسباب، مصیبت اور مصیبت کے اسباب، یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ جیسے مثال سے سمجھاؤں آپ کو۔کچھ چیزیں راحت کے، سکون کے اور چین کے اسباب ہوا کرتی ہیں ۔جیسے گاڑی ہے ،کوٹھی ہے، بنگلہ ہے، اچھی بیوی ہے، اولاد ہے ، اچھی ملازمت ہے۔یہ سب چیزیں اسباب ہیں راحت کے لیکن ضروری نہیں کہ ان سے آدمی کوراحت بھی مل جائے۔ یہ سب چیزیں سکون کے اسباب ہیں ۔لیکن ضروری نہیں کہ ان سے آدمی کوسکون بھی مل جائے۔ یہ سب چیزیں چین کے اسباب ہیں ۔لیکن ضروری نہیں کہ ان سے آدمی کوچین بھی مل جائے۔

اسبابِ راحت اور چیز ہیں ، راحت اور چیز ہے۔اسبابِ سکون اور چیز ہیں، جبکہ سکون اور چیز ہے۔ اسبابِ چین اور چیز ہیں، جبکہ چین اور چیز ہے۔ اسباب کے حاصل ہوجانے سے اصل چیز کا حصول لازم نہیں آتا۔

اسی طرح میرے عزیزو! مصیبت کے اسباب موجود ہوں تو ضروری نہیں کہ وہ شخص مصیبت میں بھی ہو۔ پریشانی کے اسباب کے موجود ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص پریشان بھی ہو۔ یہ بھی دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

مصیبت میں پریشان نہ ہوں

اب چونکہ دنیا کے احوال تو میرے اور آپ کے اختیار میں نہیں اس لئے ان حالات کے آنے سے ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہئے ۔مصیبت زدہ نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ (سورہ یونس:۶۲)

”(یاد رکھو) جولوگ اللہ کے دوست ہیں نہ تو ان پر کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

اللہ کے دوستوں پر خوف نہیں ہوتا غم نہیں ہوتا۔ کیا ان پر بیماری نہیں آتی ؟ کیا ان کی اولاد پر موت واقع نہیں ہوتی ؟ کیا دنیا میں حالات ان کے مزاج کے خلاف پیش نہیں آتے ؟

اللہ والوں پر بھی آزمائشیں آتی ہیں

بلکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں پر اس دنیا میں آزمائشیں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ آتی ہیں، لیکن پھر بھی اللہ کہہ رہا ہے کہ وہ پریشان نہیں ہوتے ،خوفزدہ نہیں ہوتے، غمگین نہیں ہوتے۔تو اللہ ہمیں یہ بات سمجھا رہا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے دل کی دنیا پر ایسی محنت کی ہے کہ احوال پیش تو آتے ہیں لیکن ان کے دل پر اثر

اندازنہیں ہوتے۔

محبوب کے حکم کی تعمیل میں لذت ہوتی ہے

آپ کوایک مثال سے سمجھاؤں۔اگرکسی کا محبوب اسے کسی پر مشقت کام کا حکم دے۔اب کام کرتے کرتے اس کا جسم تھک جاتا ہے،ٹانگیں جواب دے جاتی ہیں،آنکھیں جاگنے کی وجہ سے درد کرنے لگتی ہیں لیکن اس حال میں بھی اگر اس سے پوچھا جائے۔کہ محبوب کے حکم میں تکلیف محسوس کررہے ہو یا لذت محسوس کررہے ہو؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے ارے میاں بڑا مزہ آرہا ہے،چلو اس بہانے ہمیں یاد تو کیا۔

دل کی دنیا کو اللہ کی محبت سے آباد کیجئے

تو اللہ کی قسم اگر دل کی دنیا ٹھیک ہوجائے اور اس دل میں اللہ کی محبت کا غلبہ ہوجائے تو پھر مومن بندہ یہ کہتا ہے۔چلو اللہ کے یاد کرنے کا یہ بھی ایک انداز ہے،اللہ کی ملاقات کا یہ بھی ایک بہانہ ہے،اللہ کے پیار کا یہ بھی ایک طریقہ ہے۔تو حالات تو سب پر آتے ہیں اس دنیا میں لیکن جو اللہ کا بن جائے گا،اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرلے گا،وہ ان حالات کا تاثر اپنے دل پر نہیں لے گا،ان حالات کی وجہ سے بے چین نہیں ہوگا،اسے ڈپریشن (Depression) نہیں ہوگا اور وہ زندگی کے اندر ڈپریشن کا مریض نہیں بنے گا۔

ڈپریشن کا شکار کون لوگ ہوتے ہیں؟

یہ مریض تو وہ لوگ بنتے ہیں جن کا رشتہ اللہ سے ٹوٹ چکا ہوتا ہے۔جو اللہ کے

تعلق کو بھلا چکے ہوتے ہیں۔پھر کیا ہوتا ہے؟ سچی بات یہ ہے کہ جب اس دل پر اللہ کی نافرمانی کے دھبے لگتے ہیں تو یہ دل انتہائی کمزور ہوجاتا ہے،جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے حالات کا مقابلہ بھی نہیں کرسکتا۔ہاں اس کا دل حالات کا مقابلہ کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا۔ایسا آدمی ڈپریس رہتا ہے۔اس کی زندگی کے سارے کام کاج ختم ہوجاتے ہیں۔اس کی ساری زندگی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوجاتی ہے۔تو جیسے جیسے یہ دل گناہوں کی نحوست کی وجہ سے کمزور ہوتا ہے،ویسے ویسے ہی چھوٹی چھوٹی باتوں کا اثر لینے لگتا ہے اور اسکی زندگی مفلوج ہوجاتی ہے،کسی کام کا نہیں رہتا،ہمیشہ پریشانیوں میں گھرا رہتا ہے۔

اللہ کی محبت سے دل کو طاقت ملتی ہے

اور جس قدر دل کے اندر اللہ کی محبت ہوتی ہے۔اللہ کی خشیت ہوتی ہے۔اسی قدر دل قوت والا ہوتا ہے۔کہ پہاڑوں جیسے حالات کو بھی بڑی آسانی سے برداشت کرلیتا ہے۔اور مشکل ترین حالات کا مقابلہ بھی بڑے سہل انداز میں کرلیتا ہے۔

پرسکون زندگی کا راز

تو میں عرض یہ کررہا ہوں کہ ہم اگر سکون بھری زندگی گزارنا چاہتے ہیں، راحت بھری زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو اس کا راستہ اسباب کو جمع کرنا نہیں ہے،وسائل کو جمع کرنا نہیں ہے،دنیا کو جمع کرنا نہیں ہے بلکہ اس کے لئے اپنا رخ پھیریئے اور اپنے دل کی اصلاح کیجئے،احوال کی خود بخود اصلاح ہوجائے گی۔حالات خود بخود ٹھیک ہوجائیں گے۔

بیماری پھر بھی آئے گی لیکن اس کا دل بے چین نہیں ہوگا۔اولاد اس کی پھر بھی بیمار ہوگی لیکن اس کا دل بے چین نہیں ہوگا۔تنگ دستی اس پر پھر بھی آئے گی لیکن اس کا دل بے چین نہیں ہوگا۔کاروباری حالات آتے جاتے رہیں گے لیکن اس کا دل بے چین نہیں ہوگا۔لوگوں کی باتیں سنے گا لیکن اس کا دل بے چین نہیں ہوگا۔اس لئے کہ اس کا دل یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ! یہ حالات ان کی طرف سے نہیں بلکہ تیری طرف سے ہیں۔تو حکیم بھی ہے، علیم بھی ہے، اس لئے ضرور ان حالات میں میرے لئے کوئی نہ کوئی خیر چھپی ہوئی ہے، کوئی نہ کوئی بھلائی چھپی ہوئی ہے جس کا مجھے علم نہیں ہے۔مجھے تجھ سے محبت ہے اور میں تیری طرف سے بھیجے ہوئے ہر حال پہ راضی ہوں۔تو چونکہ اس کے دل کی دنیا پرسکون ہے۔اس لئے آنے والی پریشانیوں سے اس کا دل متاثر نہیں ہوتا۔

تو میرے دوستو! یہ ہے سکون کا راستہ، یہ ہے راحت کا راستہ، یہ ہے چین کا راستہ، اسی کا نام ہے

﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ (سورۃ الرعد:۲۸)

اللہ کی یاد یعنی قرآن پر عمل کرنے کی بدولت آدمیوں کے دل مطمئن رہتے ہیں۔قرآن کے مطابق زندگی گزارنے کی بدولت دل پرسکون رہتے ہیں۔

انسان کو پریشان کرنے والی چیزیں

تین چیزیں عام طور پر آدمی کو پریشان کرتی ہیں۔ان کی وجہ سے آدمی کی پریشانیاں بڑھتی رہتی ہیں۔

پہلی چیز

پہلی چیز ہے زندگی کے اندر دوسروں سے سبقت کا جذبہ، دوسروں سے آگے بڑھنے کی امنگ، میں اس سے آگے بڑھ جاؤں، میں اس سے اچھا کھاؤں، میں اس سے اچھا پہنوں، میری سواری اس سے اچھی ہو، میری اولاد اس کی اولاد سے زیادہ تعلیم یافتہ ہو بلکہ اب تو علاج میں بھی اسٹیٹس (status) آگیا ہے۔میرے باپ کا علاج بڑے اسپتال میں ہو، میرے بچے کا علاج بڑے ڈاکٹر کریں۔تو یہ جذبہ کہ میں دوسروں سے آگے بڑھ جاؤں، اسے موت تک بے چین رکھتا ہے کیونکہ اس کے لئے جو اسباب ہیں وہ تو اس کے اختیار میں نہیں۔اس لئے اس کے اندر کا یہ جذبہ اسے مایوسی کی طرف لے جاتا ہے۔پھر اس کی زندگی میں مایوسی شروع ہو جاتی ہے۔ہمارے اس معاشرے میں ایک بڑا طبقہ مایوسی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ آدمی زندہ درگور ہو جاتا ہے۔یہ مایوسی ایسا مرض ہے کہ آدمی زندہ بھی مردہ ہے۔زندہ درگور ہے۔قرآن نے اس مایوسی کا علاج بتایا ہے۔

مایوسی کا قرآنی علاج

﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (سورۃ الزمر:۵۳)

''(اے مسلمانو!) تم اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔''

ارے مایوسی کس چیز کی؟ اب بھی سچے دل سے اللہ کی طرف قدم بڑھاؤ، اللہ کی طرف ہاتھ بڑھاؤ، اللہ کے سامنے دامن پھیلاؤ، پھر دیکھو رب کی رحمتیں کیسے برستی ہیں۔رب کی مدد کیسے آتی ہے۔﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ اللہ کی رحمت سے مایوس

مت ہونا۔ تو پہلی چیز جو آدمی کی زندگی میں پریشانی پیدا کرتی ہے وہ ہے ''سبقت کا جذبہ'' اور اس کا علاج قناعت ہے۔

دوسری چیز

دوسری چیز جو آدمی کو پریشان رکھتی ہے وہ حسد ہے، حسد۔ حسد کیا ہے؟ حسد یہ ہے کہ دوسروں کو حاصل شدہ نعمتوں اور ان کے اچھے حالات کو دیکھ کر جلنا۔ یہ آدمی کے جسم کو جھلسا دیتا ہے۔ جس سے حسد ہوتا ہے۔ اسے دیکھتے ہی اندر آگ لگ جاتی ہے، تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بیماری مردوں کے اندر بھی ہے، لیکن عورتوں کے اندر تو کچھ زیادہ ہی ہے۔ کسی کو اچھا دیکھ نہیں سکتیں، اچھا پہنتا دیکھ نہیں سکتیں، اچھا رہنا دیکھ نہیں سکتیں۔ اس حسد نے گھروں کی زندگیاں برباد کر دی ہیں۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ﴾ (ابوداؤد، کتاب الادب، ج۲، ص۳۲۹)

ارے حسد سے بچو۔ اس حسد کی وجہ سے نیکیاں ایسے برباد ہوتی ہیں جیسے آگ سوکھی ہوئی لکڑیوں کو جلا کر ان کا نام ونشان مٹا دیتی ہے۔

حسد کا مریض بے چین رہتا ہے۔ اس کے اندر کا خون جلتا رہتا ہے۔ کیونکہ یہ شخص اللہ کے فیصلے پر راضی نہیں ہے کہ اسے یہ چیز کیوں مل گئی۔ مجھے کیوں نہیں ملی؟ اسے یہ خوشی کیوں ملی؟ مجھے کیوں نہیں ملی؟

حسد کا علاج

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا علاج بتایا ہے۔ فرمایا: اگر کوئی چاہے کہ اپنے حسد کا علاج کرے (جس سے اس کا اپنا ہی فائدہ ہے) تو پہلا کام یہ کرے کہ جس سے اسے حسد ہے، اس کی مجمع میں تعریف کیا کرے۔ یہ آسان نہیں ہے میرے دوستو! اس لئے کہ یہ تو ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے کہ اس کی غیبت کیسے کروں، اس کی برائیاں کیسے بیان کروں۔ اس لئے فرمایا کہ ایک تو اس کی تعریف کیا کرے۔ دل پر چھریاں چلیں گی لیکن علاج ہو جائے گا۔ دوسرا کام یہ کرے کہ جب بھی اسے ملے تو سلام میں پہل کیا کرے اور تیسرا کام یہ کہ کبھی کبھی اسے ہدیہ بھی دے دیا کرے۔ چوتھی چیز یہ ارشاد فرمائی کہ پسِ پشت اسکی ترقی، بھلائی اور عزت کے لئے دعائیں کیا کرے۔

﴿اللّٰہ اکبر﴾ حکیم الامت تھے نا... امت کے حکیم... اللہ نے نسخے بھی ایسے ہی القاء فرمائے تھے ان کے دل میں جن کا نتیجہ سو فیصد آتا تھا۔

اس لئے فرمایا کہ جسے حسد ہو وہ یہ چار کام کر لے، ان شاء اللہ بیماری ختم ہو جائے گی۔ اور جب تم اس کی پیٹھ پیچھے اس کے لئے دعا کرو گے تو پتا ہے کیا ہوگا؟ میں بتاتا ہوں۔ حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ جب بندہ کسی کے لئے پسِ پشت دعا کرتا ہے تو اللہ کے فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ جو یہ بندہ اس کے لئے دعا کر رہا ہے، تو وہ ساری خیریں اسے بھی عطا فرما۔ تو یہ راستہ ہے اللہ رب العزت سے لینے کا، اس کی نعمتیں حاصل کرنے کا۔ یہ نہیں کہ حسد کیا جائے۔

تیسری چیز

تیسری چیز جو آدمی کو پریشان رکھتی ہے، وہ ہے بُغض۔ یہ بھی آدمی کو بڑا بے چین رکھتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہر ایک کی خیر خواہی چاہی جائے تو بغض قریب نہیں آئے گا۔ اگر یہ خیر خواہی چاہے گا، بھلائی چاہے گا تو بغض نہیں رہے گا۔ کیونکہ بغض کے اندر تو چاہت یہ ہوتی ہے کہ اس سے نعمتیں چِھن جائیں، یہ ذلیل ہو جائے، یہ رسوا ہو جائے لوگوں کی نگاہوں سے گر جائے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ یہ چاہے کہ اس کی خیر خواہی ہو جائے، اسکی کوئی بھلائی ہو جائے۔ عام طور سے ہمارے معاشرے میں انہی تین وجوہات کی وجہ سے پریشانیاں زندگیوں میں ہیں۔

اگر ہم جائزہ لیں تو یہی چیزیں ہمیں نظر آئیں گی۔ لیکن ان کا حل کیا ہے؟ تو حل بڑا آسان ہے اور وہ یہ کہ اللہ سے اپنے تعلق کو بڑھایا جائے کیونکہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ سے رشتہ جوڑنا ان تمام مسائل اور پریشانیوں کا حل ہے۔

دنیا میں پرسکون زندگی گزارنے کا طریقہ

تو میرے عزیزو! اگر ہم اس دنیا میں راحت بھری زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ سکون بھری زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا طریقہ یہی ہے کہ ہمارا اللہ سے تعلق بڑھ جائے، محبت بڑھ جائے۔ اس لئے کہ تعلق جب بڑھے گا، محبت بڑھے گی تو پھر حالات اگر ناموافق بھی آئیں گے۔ تو آدمی ان کے اندر بھی لذت محسوس کرے گا۔

اللہ والے آزمائشوں میں بھی خوش رہتے ہیں

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ ایک صحابی کو جنگ احد میں تیر لگا اور اس کے جسم کے اندر سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے۔ اسی حالت میں اس کی زبان سے ایک جملہ نکلا۔

" فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ " رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

اب یہ بات اس کافر کو سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ اس کی اولاد یتیم ہو رہی ہے، اس کی بیوی بیوہ ہو رہی ہے، خود اس کا یہ حال ہے کہ اس کے جسم سے خون کے فوارے پھوٹ رہے ہیں، زندگی کی قیمتی متاع اس سے چھینی جا رہی ہے اور یہ کہتا ہے کہ ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ اس کافر کو یہ بات سمجھ نہیں آئی۔ اس نے ایک مسلمان سے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے؟ اس کا تو سب کچھ لٹ گیا اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا۔ خوشیاں منا رہا ہے۔ یہ کون سی کامیابی کی بات کر رہا ہے۔ تو مسلمان نے اسے کہا۔ یہ کامیابی تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔ جب تک کہ ایمان اور اللہ کی محبت کا دم نہیں بھرو گے۔ اس وقت تک یہ بات سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی۔ کہ تکلیف کے اندر کیا کامیابی ہے؟ تکلیف کے اندر کیا لذت ہے؟ آزمائش میں کیا مزے ہیں؟ یہ سمجھ میں نہیں آئے گا۔ جیسے آج کہتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بھائی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ارے بھائی ہو سکتا ہے۔ لیکن جب ہم اپنے دل کا رخ اللہ کی طرف پھیر دیں۔ اپنا تعلق اللہ سے جوڑ لیں۔ ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ اللہ کہہ رہا ہے کہ قلوب مطمئن ہو جاتے ہیں اللہ کی یاد سے۔ اللہ کے قرآن پر عمل کرنے سے۔ یہ بات اتنی

یقینی ہے جیسے سورج نکلنے کے بعد دن کا آنا یقینی ہے۔

اہل اللہ کے مصائب کی حقیقت

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں، پیارے بندے ہو تے ہیں مصائب تو ان پر بھی آتے ہیں لیکن ان پر مصائب کے آنے کی مثال ایسے ہی ہے کہ جیسے میرا بہت قریبی دوست سالہا سال کے بعد مجھ سے ملنے آئے اور میری پشت کی طرف سے آکر مجھے زور سے دبائے تو تیسرا آدمی دیکھنے والا کہے گا کہ میں بہت تکلیف میں ہوں، لیکن جب میری نگاہیں پیچھے جائیں گی تو اسے دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہوگی۔ اچھا تم ہو...... اب میری وہ دبائے جانے کی تکلیف لذت میں بدل جائے گی، راحت میں بدل جائے گی، مزے میں بدل جائے گی۔ قسم خدا کی جب اللہ کے نیک بندوں پر کوئی تکلیف آتی ہے۔ دنیا کے حالات ان کے مزاج کے خلاف آتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے پیار کا یہ بھی ایک انداز ہے۔ ان کی لذت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان کے دلوں میں اطمینان اور بھر جاتا ہے۔ ﴿تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (دل مطمئن ہو جاتے ہیں)۔ ایک دوسرے مقام پر اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ (سورہ یونس:۶۲)

یادرکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ (ناک واقعہ پڑنے والا) ہے اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں۔

اسباب تو ہوتے ہیں غم کے، اسباب تو ہوتے ہیں خوف کے، اسباب تو ہوتے ہیں مصیبت کے، اسباب تو ہوتے ہیں پریشانی کے، اسباب تو ہوتے ہیں تکلیف کے

لیکن غم نہیں، خوف نہیں، مصیبت نہیں، پریشانی نہیں، تکلیف نہیں۔ کیونکہ ان کا دل اللہ نے مطمئن کر رکھا ہے۔ اس لئے ان کا دل مضطرب نہیں ہوتا، بے چین نہیں ہوتا۔

ایک تو ہے وقتی بے چینی کا ہونا۔ وہ تو انسانی فطرت ہے لیکن یہ کہ بے چینی ان کی بیماری بن جائے۔ اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ اب کوئی یہ کہے کہ میں نیک بھی ہوں اور پھر بھی میرے ساتھ ایسا ہوتا ہے۔ تو میاں نیک نہیں ہو، ہاں نیک ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔ ہماری بات غلط ہو سکتی ہے۔ اللہ کی بات غلط نہیں ہو سکتی اس لئے کہ ہمارے ہاں جو نیکی کا معیار ہے وہ بہت غلط ہے۔ ہمارے ہاں نیکی کا معیار صرف نماز کا پڑھ لینا ہے۔ ہمارے ہاں نیکی کا معیار کسی کو تکلیف نہ دینا ہے۔ ٹھیک ہے یہ بھی نیکی ہے لیکن پوری نیکی یہ نہیں ہے۔

مکمل نیکی کیا ہے؟

پوری نیکی کیا ہے؟ بڑے لمبے چوڑے نفل نہ پڑھو، تہجد نہ پڑھو، نفلی روزے نہ رکھو، لمبی چوڑی تسبیحات نہ پڑھو، لیکن ایک کام ضرور کرو۔ اللہ کی نافرمانی نہ کرو، اس کے حکموں کو نہ توڑو۔ اس لئے کہ اللہ رب العزت نے جو بات فرمائی ہے، اپنے دوستوں کی جو علامت بتائی، وہ یہ بتائی ہے کہ

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾ (سورہ یونس:۶۳)

وہ (اللہ کے دوست ہیں) جو ایمان لائے اور معاصی سے پرہیز رکھتے ہیں۔

وہ ایمان لانے کے بعد گناہ نہیں کرتے۔ یہ کر لو بس۔ بے شک ساری رات نفل نہ پڑھو، دن بھر روزہ نہ رکھو، لمبی چوڑی تسبیحات نہ کرو۔ لیکن گناہ نہ کرو بس۔

گناہوں کو ترک کر دو۔ اور اگر گناہ کر رہے ہو تو پھر یہ نہ کہو کہ میں نیک ہوں۔ اس لئے کہ ہر گناہ کے پیچھے ایک بے چینی چھپی ہوئی ہے، بے سکونی چھپی ہوئی ہے۔ اس گناہ کی نحوست سے اللہ رب العزت دل میں چین نہیں آنے دیتا، سکون نہیں آنے دیتا، اس لئے گناہوں کو چھوڑ دو۔

نیکی کا معیار

نیکی کا معیار عبادت کی کثرت نہیں ہے بلکہ نیکی کا معیار تقویٰ ہے۔ جو آدمی تقویٰ میں جتنی ترقی کرتا ہے اتنا ہی بڑا نیکی کرنے والا ہوتا ہے اور اللہ رب العزت تقویٰ اختیار کرنے کی وجہ سے اسے ایک عجیب وغریب دولت سے نوازتا ہے۔ وہ دولت یہ ہے کہ اللہ اس کے دل کو منوّر کر دیتا ہے۔ جیسے اگر میں اپنے سامنے والی دیوار پر ایک آئینہ لگا دوں۔ تو ہر آنے والا جب دروازے سے داخل ہوگا۔ مجھے پتہ چل جائے گا کہ کون آ رہا ہے حالانکہ میرا رخ آئینے کی طرف ہے اور میری پشت دروازے کی طرف ہے۔ لیکن چونکہ میں آئینے میں دیکھ رہا ہوں اس لئے مجھے ہر آنے والا نظر آ رہا ہے کہ انسان آ رہا ہے، بندر آ رہا ہے، بلی آ رہی ہے، کتا آ رہا ہے، خنزیر آ رہا ہے۔ جو چیز بھی آئینے میں مجھے نظر آئے گی مجھے اس کی پہچان ہوگی۔ تو اللہ کی قسم جو آدمی تقوے میں ترقی کر جاتا ہے۔ تو اللہ اس کے سینے میں ایک آئینہ لگا دیتا ہے۔ جس آئینے میں وہ دیکھ لیتا ہے کہ یہ اچھائی ہے، یہ برائی ہے، یہ اچھے ہیں، یہ برے ہیں، یہ حق ہے، یہ باطل ہے۔ اللہ اس کے دل کے اندر ایک آئینہ لگا دیتا ہے۔ جس کی بدولت اللہ رب العزت اسے ہر چیز کی پہچان کرا دیتا ہے۔ اسی لئے رسول کریم ﷺ

نے فرمایا:

"اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّه يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ"

(بحوالہ احیاء علوم الدین، ج۲ ص۴۰۶، دارالخیر)

"مومن کی فراست سے بچو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

اس کے اندر ایک آئینہ لگ جاتا ہے جیسے اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوْا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَاناً﴾

(سورۃ الانفال:۲۹)

تم گناہ چھوڑ دو میں تمہیں ایک آئینہ دے دوں گا فرقان کی صورت میں۔ جیسے قرآن بھی ایک آئینہ ہے۔ جس سے حق اور باطل الگ الگ ہوتے ہیں۔ غزوہ بدر کو بھی اللہ رب العزت نے یوم الفرقان سے تعبیر کیا ہے

﴿يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ﴾ (سورۃ الانفال:۴۱)

اس لئے کہ اس آئینے میں بھی حق اور باطل کی تمیز ہوگئی تھی۔ اسی طرح جو آدمی تقوی سے بھرپور اور گناہوں سے پاک زندگی گزارتا ہے۔ تو اللہ اس کے دل کے اندر ایک فرقان پیدا کر دیتا ہے، ایک آئینہ لگا دیتا ہے۔ جس کی بدولت اسے اچھائی اور برائی، حق اور باطل، سانپ اور بچھو، لاٹھی اور پتھر کے درمیان فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص برائیوں سے بچ جاتا ہے اور اچھائیوں کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔

اب یہ جو شکایت ہوتی ہے کہ جی کہاں جائیں، کس کی مانیں، اچھے لوگ کہیں ملتے ہی نہیں۔ اصل میں دل کا نور ختم ہو چکا ہے اس لئے پہچان ختم ہوگئی ہے۔ ایمان کی بصیرت سے محروم ہیں اس لئے اچھے لوگ نظر نہیں آتے۔ ہاں اس لئے

بے دینوں کے افسانے اچھے لگتے ہیں، بے دینوں کے لیکچر اچھے لگتے ہیں، بے دینوں کا لٹریچر اچھا لگتا ہے اس لئے کہ بصیرت سے محروم ہیں۔ جیسی جنس ویسی کشش، جیسی اندر کی جنس ہوگی اسی طرف کشش ہوگی۔

تو میں عرض یہ کر رہا ہوں میرے دوستو! اگر ہم راحت بھری زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا راستہ وہ نہیں جو ہم نے اختیار کیا ہوا ہے۔ اسباب جمع کرلو، وسائل جمع کرلو۔ ارے بھائی کس کو دنیا میں اس طرح راحت ملی ہے۔ راحت ملنے کا اور سکون حاصل ہونے کا ایک ہی راستہ ہے۔ کہ اپنا رخ بدلئے اور اللہ سے تعلق بنائیے۔ یہ احوال تو اس دنیا میں آئیں گے کوئی انسان ایسا نہیں کہ جس پر یہ احوال نہ آئے ہوں لیکن اگر میں نے اپنے دل پر محنت کرلی، اللہ کی محبت کا غلبہ کرلیا، پھر نتیجہ کیا ہوگا......؟ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ احوال کے آنے پر میرا دل مضطرب نہیں ہوگا، میں بے چین نہیں رہوں گا، میں خودکشی پر آمادہ نہیں ہوں گا، مجھے ڈپریشن کے مرض سے نجات مل جائے گی، اگر میرا تعلق اللہ سے ہو اور نہ ان دنیا والوں کے پاس ان بیماریوں کا علاج نہیں ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ آپ کو نیند کی گولیاں دے دیں گے۔ ان کا عادی بنا دیں گے۔ علاج قرآن کے پاس ہے کہ اللہ سے تعلق جوڑلو، اللہ سے دوستی لگالو۔ پھر تمہاری زندگی میں سکون ہی سکون ہوگا۔

اللہ سے تعلق بنانے کا آسان طریقہ

اللہ سے تعلق بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلی فرصت میں اللہ کے سامنے سچی توبہ کی جائے۔ آج اور ابھی دل کی ندامت کے ساتھ اللہ کے سامنے سچی

کریں۔ اللہ کی قسم یوں محسوس ہوگا جیسے میرے دل کے اندر کسی نے ٹھنڈی برف کی سِل رکھ دی ہے۔ ایک دم سکون شروع ہوجائے گا۔ پھر جو اللہ کی محبت میں اور تقوے میں زیادتی کے لئے جتنی محنت کرے گا۔ اتنا ہی اس کی زندگی میں اطمنان بڑھتا چلا جائے گا۔ لیکن آغاز سچی توبہ سے کرنا چاہئے۔ ہمارے دل و دماغ میں کچھ ایسے گناہ ہوتے ہیں۔ کہ ہم ان سے توبہ کرنے کے لئے دل سے تیار نہیں ہوتے۔ کچھ کے بارے میں تیار ہیں لیکن کچھ ایسے گناہ ہیں جن کے بارے میں ہمارا ذہن بنا ہوا ہے یہ تو ہو ہی جائیں گے، یہ تو کرنے ہی ہیں، ان کے بغیر کیسے ہوسکتا ہے تو جب یہ ذہن اور دماغ بنا ہوا ہے۔ پھر سچی توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ توبہ کے ثمرات حاصل نہیں ہوتے، اطمنانِ قلب نصیب نہیں ہوتا۔ دیکھئے جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاۤؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا﴾
(سورۃ التوبۃ: ۲۴)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو۔

یہ ساری وہ چیزیں ہیں جو انسان نے اپنی راحت کے لئے تجویز کر رکھی ہیں۔ کبھی سمجھتا ہے اولاد میں راحت ہے، کبھی سمجھتا ہے بنگلے میں راحت ہے، کبھی سمجھتا ہے کوٹھی میں راحت ہے، کبھی سمجھتا ہے تجارت میں راحت ہے، کبھی سمجھتا ہے بلند اسٹیٹس میں راحت ہے۔ یہ ساری چیزیں اللہ نے ذکر فرمائیں اور پھر فرمایا دیکھو ان ساری

چیزوں سے تعلق ٹھیک ہے۔محبت بھی ٹھیک ہے۔لیکن یاد رکھو ﴿اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰہِ﴾ (حوالہ بالا) اگران سب چیزوں کوتم نے اصل سمجھ لیا، ان کی محبت تمہارے نزدیک اللہ کی محبت سے بڑھ گئی، ان سے تعلق اللہ سے زیادہ بن گیا، اللہ کے رسول سے زیادہ بن گیا کہ انہی سے راحت ملے گی، انہی سے سکون ملے گا تو فرمایا کہ پھر انتظار کرو اللہ کی پکڑ کا۔

اللہ کی پکڑ کا پہلا نتیجہ

اور اللہ کی پکڑ کی پہلی قسط جو اس دنیا ملتی ہے وہ بے چینی ہے، بے سکونی ہے۔ پوری سزا تو آخرت میں ملے گی۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکاً﴾ (سورۃ طٰہٰ:۱۲۴)

’’اور جس نے منہ پھیرا ہماری یاد (ذکر) سے تو بے شک اس کے لئے تنگی والی زندگی ہے اور ہم قیامت کے دن اسے اندھا کر کے لائیں گے (حشر کے وقت)۔‘‘

جو ہمارے قرآن والی زندگی سے اعراض کرے گا، ہم اس کی زندگی تلخ کر دیں گے۔اس دنیا میں زندگی پریشان ہوگی، بے چین ہوگی، غیر مطمئن ہوگی، یہ اللہ کی پکڑ کی پہلی قسط ہے جو اس دنیا میں ملتی ہے۔

تو میرے عزیزو! ہم اپنے دل کو ٹھیک کرلیں۔اپنی تجویز کوئی نہ ہو بلکہ اپنی تجاویز کو اللہ کی تجاویز میں فنا کردیں۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت کیسی گزر رہی

ہے؟ فرمایا: کیا پوچھتے ہو بھائی ساری دنیا میں ویسا ہی ہو رہا ہے جیسا ہم چاہتے ہیں۔ پوچھنے والے نے کہا: حضرت یہ کیسے ہوسکتا ہے۔آپ نے فرمایا: بھئی دنیا میں وہ ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے نا؟ اس نے کہا: جی ہاں وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔آپ نے فرمایا: پھر ہم نے اپنی چاہت کو اللہ کی چاہت میں فنا کردیا ہے۔

دل کا سکون اللہ کی چاہت میں ہے

اس سے دل پرسکون ہوجاتا ہے۔کہ جو بھی ہوجائے وہ کہتا ہے کہ میری چاہت پوری ہورہی ہے۔اس لئے کہ میری چاہت وہی ہے جو اللہ کی چاہت ہے۔

تو سکون کا راستہ یہ ہے کہ ہم اپنی چاہتوں کو اللہ کی چاہت میں فنا کردیں۔ یہ نہیں کہ میری تجویز پوری ہوجائے تو مجھے سکون مل جائے گا۔میرا مطلوب مجھے حاصل ہوجائے تو مجھے سکون مل جائے گا۔اس سے سکون نہیں ملے گا کیونکہ اس کی خواہشات کی فہرست تو بڑھتی ہی چلی جائے گی۔زندگی ختم ہوجائے گی لیکن اسے سکون نہیں ملے گا۔

اور ایک یہ ہے کہ میرے دوستو! ہم اپنی چاہتوں کو اللہ کی چاہت میں فنا کر دیں۔اللہ کے حکم کے سامنے جھک جائیں۔تسلیم و رضا کے پیکر بن جائیں کہ ہم وہی چاہیں جو اللہ چاہ رہا ہے۔یہ ہے سکون کا راستہ، یہ ہے چین کا راستہ، یہ ہے مزے دار زندگی کا راستہ، یہ ہے خوشیوں کا راستہ۔

اسباب کے بجائے اصل کو اختیار کریں

میرے عزیزو! جب بھی زندگی میں بے چینی اور پریشانی آئے تو اسے دور

کرنے کا راستہ اسباب کی طرف دوڑنا نہیں ہے۔وسائل کو جمع کرنا نہیں ہے۔اپنی تجویزوں کا پورا ہونا نہیں ہے۔بلکہ اسے دور کرنے کا راستہ اسباب کے رب کی طرف دوڑنا ہے۔

دیکھو نا بھائی! جب کوئی تیر مارتا ہے تو کوئی آدمی کمان کی طرف نہیں دوڑتا بلکہ تیر والے کی طرف دوڑتا ہے۔کیونکہ کمان تو ایک واسطہ ہے۔اسی طرح حالات جو آرہے ہیں یہ تو ایک واسطے کی طرح ہیں اصل میں تو سب کچھ اللہ کی طرف سے ہورہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا حضرت آپ یہ بتائیں کہ اگر آسمان کمان ہو اور مارنے والا اللہ ہو۔مصائب اور پریشانیاں اس کے تیر ہوں تو بچنے کی کیا صورت ہے۔(عقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ کوئی بھی صورت نہیں اس لئے کہ جب آسمان کمان ہوگا تو ساری دنیا اس کے نشانے پر ہوگی۔اور اللہ مارنے والا ہو تو کون بچے گا؟ ظاہری طور پر بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔) لیکن موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: بچنے کا راستہ یہ ہے کہ مارنے والے کے پہلو میں آجاؤ، بچ جاؤ گے۔

پریشانیوں سے بچاؤ کے لئے اللہ کے پہلو میں آجائیں

پریشانیوں سے بچنا چاہتے ہو، مصائب سے بچنا چاہتے ہو تو رب کے پہلو میں آجاؤ۔اللہ سے تعلق جوڑلو۔ہم یہ نہ کہیں کہ ہم تو بہت نیک نہیں بن سکتے۔راتوں کو تہجد نہیں پڑھ سکتے۔ارے آسان ترین نسخہ توبہ ہے توبہ۔

جیسے اللہ تہجد گزاروں کو پسند کرتا ہے۔روزے داروں کو پسند کرتا ہے۔صدقہ

خیرات کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔اسی طرح اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ:۲۲۲)

اللہ توبہ کرنے والوں کو بھی اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

تو میرے عزیزو! یہ ہے راحت کا راستہ یعنی اللہ سے تعلق بنالو اس کے علاوہ اگر کوئی اس دنیا میں کسی اور طریقے سے راحت بھری زندگی گزارنا چاہتا ہے تو یہ ناممکن ہے۔یہ راستہ ہے جو ممکن بھی ہے اور اللہ کا بتایا ہوا بھی ہے۔

اللہ مجھے اور آپ کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

